



## سوال

بدعات محرم الحرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ شیعہ ہمیشہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نو اور دس محرم کو ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ محبت کی دلیل ہے، اور ایسے عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے یعقوب علیہ السلام نے لپٹے بیٹے یوسف کی گمشدگی پر (یا سنی علی یوسف) کہا تھا: - برائے مہربانی آپ یہ بتائیں کہ قرآن و سنت کی روشنی میں سینہ کوبی اور ماتم کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟

## جواب

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

عاشوراء میں شیعہ حضرات جو ماتم و سینہ کوبی کرتے ہیں، اور اپنے آپ کو زنجیروں اور بھریاں وغیرہ مارتے ہیں، اور تلواروں کے ساتھ اپنے سر زخمی کرتے اور خون نکالتے ہیں دین اسلام میں اس کا کوئی تصور نہیں ہے، بلکہ یہ عمل اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، اور اپنی امت کے لیے ایسی کوئی چیز مشروع نہیں فرمائی اور نہ ہی اس ماتم کے قریب بھی کچھ مشروع کیا ہے کہ اگر کوئی عظیم مقام و رتبہ والا شخص فوت ہو جائے یا کوئی شہید ہو جائے تو اس کے ماتم میں ایسی خرافات کی جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کئی ایک کبار صحابہ کرام کی شہادت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی موت پر غمزدہ بھی ہوئے مثلاً حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ لیکن اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جو شیعہ حضرات کرتے ہیں، اور اگر یہ کام خیر و بھلائی ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہم سے سبق لے جاتے اور پھر یعقوب علیہ السلام نے سینہ کوبی نہیں کی، اور نہ ہی لپٹے چہرے کو زخمی کیا، اور نہ خون بہایا، اور نہ ہی اس دن کو جس میں یوسف علیہ السلام گم ہوئے تھے تہوار بنایا اور نہ ہی اس روز کو ماتم کے لیے مختص کیا، بلکہ وہ تو لپٹے پیارے اور عزیز بیٹے کو یاد کرتے اور اس کی دوری سے پریشان و غمزدہ ہوتے تھے، اور یہ ایسی چیز ہے جس کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کو روک سکتا ہے، بلکہ ممانعت و برائی تو اس عمل میں ہے جو جاہلیت کے امور بطور وراثت لے کر اپنانے جائیں جن سے اسلام نے منع کر دیا ہو۔ بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْكُمُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ" (صحیح بخاری حدیث نمبر (1294) صحیح مسلم حدیث نمبر (103) "جس نے بھی رخسار پیٹے اور گریبان چاک کیا اور جاہلیت کی آوازیں لگائیں وہ ہم میں سے نہیں ہے" چنانچہ یوم عاشوراء کے دن شیعہ حضرات جو غلط کام کرتے ہیں اس کے دین اسلام میں کوئی دلیل نہیں ملتی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی اس کی تعلیم نہیں دی، اور نہ ہی کسی صحابی یا کسی دوسرے کی موت پر ایسے اعمال کیے، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر صحابہ کرام نے بھی ایسا نہیں کیا حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی مصیبت تو حسین رضی اللہ تعالیٰ کی موت سے بھی زیادہ ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "ہر مسلمان کو چاہیے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل ہونے پر غمزدہ ہو، کیونکہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے سردار اور علماء صحابہ کرام میں سے تھے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور آپ کی اس بیٹی کی اولاد میں سے ہیں جو سب بیٹیوں سے افضل تھی، اور پھر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عابد و زاہد اور سخی و شجاعت و بہادری کا وصف رکھتے تھے لیکن شیعہ حضرات جو کچھ کرتے ہیں اور جزع و فزع اور غم کا اظہار جس میں اکثر طور پر تصنع و بناوٹ اور ریاء ہوتی ہے ان کا یہ عمل لہجھا نہیں، حالانکہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حسین سے افضل تھے انہیں شہید کیا گیا لیکن وہ اس کے قتل ہونے پر ماتم نہیں کرتے جس طرح وہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل ہونے والے دن ماتم کرتے ہیں کیونکہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چالیس ہجری سترہ رمضان المبارک جمعہ کے روز اس وقت قتل کیا گیا جب وہ نماز فجر کی ادائیگی کے لیے جا رہے تھے، اور اسی طرح اہل سنت کے ہاں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں انہیں محاصرہ کر کے ان کے گھر میں چھتیس ہجری ماہ ذوالحجہ کے ایام تشریق میں شہید کیا گیا، اور



انہیں رگ رگ کاٹ کر ذبح کیا گیا، لیکن لوگوں نے ان کے قتل کے دن کو ماتم نہیں بنایا اور اسی طرح عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل ہیں انہیں نماز فجر پڑھاتے ہوئے محراب میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے شہید کیا گیا لیکن لوگوں نے ان کی موت کے دن کو ماتم کا دن نہیں بنایا اور اسی طرح ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے افضل تھے اور لوگوں نے ان کی موت کے دن کو ماتم والادن نہیں بنایا، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا و آخرت میں اولاد آدم کے سردار ہیں آپ کو بھی اسی طرح قبض کیا گیا اور فوت کیا گیا جس طرح پہلے انبیاء کو فوت کیا گیا، لیکن کسی ایک نے بھی ان کی موت کو ماتم نہیں بنایا، اور وہ ان رافضی جابلوں کی طرح کریں جس طرح وہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل ہونے کے دن خرافات کرتے ہیں اس طرح کی مصیبتوں کے وقت سب سے بہتر وہی عمل ہے جو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے اپنے نانا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ما من مسلم یصاب بمصیبة فیتذکرہا وان تقادم عہدا فیحثر لہا استرجاعا الا اعطاه اللہ من الآخر مثل لوم اصیب ہا" جس کسی مسلمان کو بھی کوئی مصیبت پہنچی ہو اور وہ مصیبت یاد آنے چاہے وہ پرانی ہی ہو چکی ہو تو وہ نئے سرے سے دوبارہ "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت کے پہنچنے والے دن جتنا ہی اجر و ثواب عطا کرتا ہے" اسے امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے "انتہی دیکھیں: البدایہ والنہایہ (221/8). اور ایک مقام پر لکھتے ہیں: "چوتھی صدی ہجری کے آس پاس بنو یوہ کے دور حکومت میں رافضی شیعہ حضرات اسراف کا شکار ہوئے اور بغداد وغیرہ میں لوم عاشوراء کے موقع پر ڈھول بٹے جاتے اور راستوں اور بازاروں میں ریت وغیرہ پھیلا دی جاتی اور دکانوں پر ٹاٹ لٹکا دیے جاتے، اور لوگ غم و حزن کا اظہار کرتے اور روتے، اور ان میں سے اکثر لوگ اس رات پانی نہیں پیتے تھے تاکہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موافقت ہو؛ کیونکہ وہ پیاسے قتل ہوئے تھے پھر عورتیں چہرے ننگے کر کے نکلتیں اور اپنے رخسار پیٹتیں اور سینہ کوبی کرتیں ہوئی بازاروں سے ننگے پاؤں گزرتیں اور اسکے علاوہ بھی کسی ایک قبیح قسم کی بدعات اور شنیع خواہشات اور اپنی جانب سے لہجہ کردہ تباہ کن اعمال کرتے، اور اس سے وہ حکومت بنو امیہ کو برا قرار دیتے کیونکہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے دور حکومت میں قتل ہوئے تھے لیکن اہل شام کے نواصب نے شیعہ و رافضیوں کے برعکس کام کیا، وہ لوم عاشوراء میں دانے پکا کر تقسیم کرتے اور غسل کر کے خوشبو لگا کر بہترین قسم کا لباس زیب تن کرتے اور اس دن کو تہوار اور عید بنالیتے اور مختلف قسم کے کھانے تیار کر کے خوشی و سرور کا اظہار کرتے، ان کا مقصد رافضیوں کی مخالفت اور ان سے عناد ظاہر کرنا تھا" انتہی دیکھیں: البدایہ والنہایہ (220/8). جس طرح اس دن ماتم کرنا بدعت ہے اسی طرح اس دن خوشی و سرور ظاہر کرنا اور جشن منانا بھی بدعت ہے، اسی لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے سبب میں شیطان نے لوگوں میں دو قسم کی بدعات لہجہ کروائیں ایک تو لوم عاشوراء کے دن ماتم کرنا اور غم و حزن کا اظہار اور سینہ کوبی کرنا اور مرثیہ پڑھنا اور دوسری بدعت خوشی و سرور کا اظہار کرنا ان لوگوں نے غم و حزن اور ماتم لہجہ کیا اور دوسروں نے اس کے مقابلہ میں خوشی و سرور کی لہجہ کی اور اس طرح وہ لوم عاشوراء کو سرمہ ڈالنا اور غسل کرنا اور اہل و عیال کو زیادہ کھلانا پلانا اور عادات سے ہٹ کر انواع و اقسام کے کھانا تیار کرنا جیسی بدعت لہجہ کر لی، اور ہر بدعت گمراہی ہے آئمہ اربعہ وغیرہ دوسرے مسلمان علماء نے نہ تو اسے اور نہ ہی اس کو مستحب قرار دیا ہے" انتہی (مانوڈاز: مضاج السنۃ (554/4) مختصراً) یہاں اس پر متنبہ رہنا چاہیے کہ ان غلط قسم کے اعمال کی پشت پناہی دشمنان اسلام کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے گندے مقاصد تک پہنچ سکیں اور اسلام اور مسلمانوں کی صورت کو مسخ کر کے دنیا میں پیش کریں، اسی سلسلہ میں موسیٰ الموسوی اپنی کتاب "الشیعہ و التصحیح" میں لکھتے ہیں: "لیکن اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے سوگ میں دس محرم کے دن سینہ کوبی کرنا اور سروں پر تلواروں سے مار کر سر زخمی کرنا اور زنجیر زنی کرنا ہندوستان سے انگریز دور حکومت کے وقت ایران اور عراق میں داخل ہوا، اور انگریزوں نے شیعہ کی جہالت اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کو موقع غنیمت جانتے ہوئے انہیں سروں پر بیرنگ مارنے کی تعلیم دی، حتیٰ کہ ابھی قریب تک طہران اور بغداد میں برطانوی سفارت خانے ان حسین قافلوں کی مالی مدد کیا کرتے تھے جو اس دن سڑکوں پر نکلنے جاتے، اس کے پیچھے غرض صرف سیاسی اور انگریزی استعمار و غلبہ تھا تاکہ وہ اس کو بڑھا کر اس کی آبیاری کریں، اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے معاشرے اور آزاد میڈیا کے سامنے ایک معقول ہانا مہیا کرنا چاہتے تھے جو برطانیہ کا ہندوستان اور دوسرے اسلامی ملکوں میں قبضہ کی مخالفت کرتے تھے اور وہ یہ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ ان ممالک میں بسنے والے وحشی ہیں جو تربیت کے محتاج ہیں کہ انہیں جہالت اور وحشیوں کی وادی سے نکال کر ترقی یافتہ معاشرہ بنایا جائے، اس طرح یورپی اور انگریزی روزناموں اور میگزینوں میں تصاویر شائع کی جاتیں کہ ہزاروں افراد کے قافلے عاشوراء کے موقع پر زنجیر زنی سے ماتم کر کے بازاروں میں گھوم رہے ہیں اور سروں پر تلوار اور بیرنگ سے خون نکالا گیا ہے اس طرح یہ استعماری تنہک ٹینک ان ممالک میں قبضہ اور استعمار کو ایک انسانی واجب بنا کر پیش کرتے، اور کہتے کہ ان ممالک کی یہ ثقافت ہے اس لیے اسے ترقی کی ضرورت ہے اور کہا جاتا ہے کہ انگریز قبضہ کے وقت عراق کے وزیر اعظم "یاسین ہاشمی" نے جب لندن کا دورہ کیا اور انگریزوں سے وائسرائے کے نظام کو ختم کرنے کا کہا تو انگریز کتنا لگا: ہم عراق میں عراقی لوگوں کی مدد کے لیے ہیں تاکہ وہ سعادت حاصل کریں اور بربریت سے نکلنے کی نعمت حاصل کر سکیں تو اس بات سے "یاسین ہاشمی" غصہ میں آیا اور ناراض ہو کر مذاکرات کے کمرہ سے نکل آیا، لیکن انگریز نے بڑی چالاکي دکھاتے ہوئے اس سے معذرت کی اور بڑے احترام سے اسے عراق کے متعلق ایک فلم دیکھنے کی درخواست کی جس میں حسین قافلے



نجف و کربلاء اور کاظمیہ کی سڑکوں پر سینہ کوبی اور زنجیر زنی کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا، گویا کہ انگریز اسے یہ کہنا چاہتے تھے: کیا یہ قوم اتنی ہی گری ہوئی ہے جس میں ذرا بھی ترقی کی رمت نہیں جو اپنے ساتھ یہ سلوک کر رہی ہے؟ "انتہی ہذا عندی واللہ اعلم بالصواب"

فتویٰ کیٹی

محدث فتویٰ